خطاب از عزت مآب جناب چیف جسٹس آف پاکستان
بموقع آغاز عدالتی سال 2015-16

انتہائی قابل احترام برادر جج صاحبان،
فاضل اٹارنی جنرل برائے پاکستان،
فاضل نائب چیئرمین، پاکستان بار کونسل،
فاضل صدر، سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن،
قابل احترام عہدیداران واراکین بار،
خواتین وحضرات۔

السلام وعلیکم!

آج ہم یہاں نئے عدالتی سال 2015-16ء کے آغاز کے موقع پر ہونے والی روایتی تقریب میں موجود ہیں۔ اس موقع پر میں تمام شرکاء کو اپنی اور اپنے برادر جج صاحبان کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ سب کی اس تقریب میں شرکت نظامِ انصاف میں آپ کی دلچسپی کا مظہر ہے۔ اس تقریب کا آغاز پاکستان میں پہلی بار 1979ء میں ہوا۔ مگر بعد ازاں اس کا انعقاد تسلسل کے ساتھ نہ ہو سکا البتہ 2004ء سے لے کر اب تک یہ تقریب باقاعدگی سے منعقد ہو رہی ہے۔

میں یہاں اس تقریب کی غرض و غایت بیان کرتا چلوں۔ اس تقریب میں ہمیں اپنی گزشتہ سال کی کارکردگی کو جانچنے کا موقع ملتا ہے۔ اس طرح ہم اپنی سابقہ منصوبہ بندی اور اس پر عمل درآمد کے سلسلے میں کی جانے والی کاوشوں کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ مستقبل میں فراہمی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے مزید پیش رفت کی جا سکے۔

یقیناً ہم سب نظامِ انصاف کی کارکردگی میں بہتری کے خواہاں ہیں۔ ایسی تقاریب میں بینچ و بار کو آپس میں مل کر بیٹھنے اور باہم رابطہ و تبادلہ خیال کا موقع ملتا ہے۔ جس کے ذریعے فراہمی انصاف میں آنے والی رکاوٹوں اور مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس عمل کا براہ راست اثر عوام اور خاص طور پر فریقین مقدمہ اور وکلاء پر ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں موجودہ عدالتی چھٹیوں کا نظام تقسیم پاک و ہند سے قبل سے چلا آ رہا ہے۔ ان تعطیلات کا مقصد یہ ہے کہ جج صاحبان کو مسلسل عدالتی امور انجام دینے کے بعد کچھ وقفہ فراہم کیا جائے جس میں تھوڑا آرام کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کتب کا مطالعہ کر پائیں جس سے ان کے علم اور قانون فہمی میں مزید اضافہ ہو۔ مگر یہاں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اگرچہ ہر سال قواعد کے مطابق گرمیوں کی چھٹیوں کا اعلان ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس دوران عدالتیں مکمل طور پر بند رہتی ہیں۔ درحقیقت چھٹیوں کے دوران عدالت ایک دن کے لیے بھی بند نہیں ہوتی۔ ماضی کی طرح اس سال بھی زیر التواء مقدمات کی تعداد کو دیکھتے ہوئے زیادہ تر جج صاحبان نے چھٹیوں کے دوران تسلسل کے ساتھ کام کیا۔ اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی برانچ رجسٹریوں میں زیر التواء مقدمات کی تعداد میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے برانچوں میں بھی بینچ تشکیل دیے گئے۔ خاص طور پر لاہور اور کراچی میں مسلسل مقدمات کی سماعت کی گئی۔ اس طرح کافی تعداد میں مقدمات کے فیصلہ اور زیر التواء مقدمات میں کمی لانے میں کامیابی حاصل ہوئی۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوری ریاست ہے۔ آئینِ پاکستان اس بات کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا بلاشرکتِ غیرے حاکمِ کُل ہے اور پاکستان کی جمہور کو تفویض کردہ اقتدار و اختیار اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے، جو ایک مقدس امانت ہے۔ یہ کہ ملک میں ایسا جمہوری ڈھانچہ قائم کیا جائے جس میں ریاست کا نظامِ اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلایا جائے۔ جہاں اسلامی تشریح کے مطابق جمہوریت، آزادی، برابری، رواداری اور معاشرتی عدل کے اصولوں پر عمل کیا جائے۔ جس میں بنیادی حقوق بشمول حیثیت، مواقع اور قانون کی نظر میں برابری، معاشرتی، معاشی اور سیاسی انصاف اور سوچ، اظہار، عقیدہ، دین، عبادت اور اجتماع کی آزادی، قانون اور اخلاقیات کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، ہو۔ ان تمام مقاصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے آئین نے ریاست کے اختیارات کی تقسیم کا اصول وضع کیا ہے۔ جس کے تحت انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کو مخصوص اختیارات تفویض کیے گئے ہیں۔ اور کسی بھی ادارے کو اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کی اجازت نہیں۔ تقسیمِ اختیارات کا اصول جمہوریت کی بنیاد ہے اور یہ اداروں کے مابین تحدید و توازن (Checks & Balances) کو یقینی بناتا ہے۔ عدلیہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے استعمال میں آئینی اور قانونی حدود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسا حکم جاری کرے جس سے صرف اور صرف غیر قانونی اقدامات کی تصحیح ہو اور ساتھ ہی ساتھ اداروں کے مابین ہم آہنگی پیدا ہو اور ریاست کی بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے میں مدد ملے۔

خواتین و حضرات!

حصولِ انصاف کو درپیش مشکلات میں مقدمات کے فیصلہ میں ہونے والی تاخیر سب سے زیادہ تکلیف دہ بات ہے جس سے غریب اور نادار طبقے پر انتہائی بُرا اثر پڑتا ہے۔ انہیں حصولِ انصاف کے لیے طویل انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں اور میرے دیگر رفقاء کار اس امر سے بخوبی آشنا ہیں۔ ماضی میں اس سلسلے میں ہمیشہ یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ کسی بھی طریقے سے اس ناسور پر قابو پایا جا سکے۔ آنے والے دنوں میں انشاءاللہ میں اور میرے برادر جج صاحبان اس بات کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کریں گے کہ غیر ضروری التواء اور مقدمات میں تاخیر کا خاتمہ کرتے ہوئے مقدمات کا فوری اور بروقت فیصلہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں وکلاء اور بار کے نمائندوں سے مشاورت کے بعد اس میں مزید بہتری لانے کے لیے لائحہ عمل ترتیب دیا جائے گا۔ یہاں میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر قابو پانا تنہا بینچ کے لیے ممکن نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں بار کی مکمل حمایت اور تعاون اشد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں وکلاء پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک طرف وہ فریق مقدمہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے مؤکل کے حقوق کے محافظ ہوتے ہیں تو دوسری طرف بطور افسرِ عدالت اُن پر جلد اور فوری انصاف کی فراہمی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ ہر مقدمہ میں مکمل تیاری کے ساتھ عدالت میں پیش ہوں تاکہ وہ احسن طریقے سے عدالت کی معاونت کریں اور مقدمات غیر ضروری التواء کا شکار نہ ہوں۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ بینچ اور بار ایک دوسرے کا لازم و ملزوم حصہ ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں نظامِ انصاف کی کامیابی کا دارومدار بینچ اور بار کے مابین بہتر تعلقات پر ہوتا ہے۔ بینچ اور بار کی مثال ایک چکی کے دو پاٹوں کی سی ہے۔ جب تک دونوں مل کر اور ایک دوسرے کے ساتھ یکجہتی کے ساتھ کام نہ کریں گے فراہمی انصاف کا مقدس فریضہ درست طور پر سرانجام دینا ممکن نہیں ہوگا۔ یہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی اور عوام کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں بار کا کردار ناگزیر ہے۔ بار کو چاہیے کہ وہ نظامِ انصاف کا اہم حصہ ہونے کی حیثیت سے اس سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کے تدارک کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کرے۔

خواتین وحضرات!

گزشتہ سال ہم سب کے لیے منفرد اور غیر معمولی سال تھا۔ ملک کی بدلتی ہوئی معاشی، معاشرتی اور سیاسی صورتحال میں سپریم کورٹ کا کردار عوام کے لیے بہت اہمیت کا حامل رہا۔ عوام کی نظریں معمول کے مقدمات کے تصفیے کے علاوہ دیگر سیاسی اور معاشرتی امور کے حل کے سلسلے میں بھی سپریم کورٹ پر مرکوز رہیں۔ عدالت نے اس سلسلے میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے فیصلوں کے ذریعے آئین کی تشریح کرتے ہوئے نئے مفہوم پیش کیے۔ اس سلسلے میں آٹھارویں اور اکیسویں آئینی ترامیم کا کیس آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ اس فیصلے میں نہ صرف یہ کہ موجودہ ملکی حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے عوامی بہبود میں بہتر فیصلہ سنایا گیا بلکہ پارلیمان کی حدود اور عدالتی اختیار کی بھی وضاحت کی گئی۔ اسی طرح الیکشن 2013ء تحقیقاتی کمیشن نے بھی حقائق کو مدِنظر رکھتے ہوئے آئین اور قانون کے تحت اپنی سفارشات جاری کیں۔ مجھے یقین ہے کہ گزشتہ سال میں جاری کیے گئے عدالتی فیصلے آنے والے وقتوں میں بہت سی معاشرتی خرابیوں کے خاتمے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

گزشتہ سال ستمبر 2014 میں سپریم کورٹ میں زیر التواء مقدمات کی تعداد تقریباً 24 ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ستمبر 2014ء سے اگست 2015 کے دوران 17 ہزار کے لگ بھگ نئے مقدمات دائر کیے گئے اور تقریباً 6 سو کے قریب مقدمات کو بحال کیا گیا۔ اس عرصہ کے دوران 15 ہزار سے زائد مقدمات کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی طرح ستمبر 2015 میں زیر التواء مقدمات کی تعداد کم و بیش 26 ہزار کے لگ بھگ ہو گئی۔ یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تمام جج صاحبان نے زیر التواء مقدمات کی تعداد میں کمی لانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے چھٹیوں کے دوران بھی کام کرنے کو ترجیح دی اور نہایت تندہی سے اپنا کام سرانجام دیا۔ اگرچہ ہم 15 ہزار سے زائد مقدمات کا فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوئے مگر کچھ نامسائد حالات کی وجہ سے اس میں مزید اضافہ نہ ہو سکا۔ ان میں ایک وجہ سپریم کورٹ کے سامنے ہونے والا دھرنا تھا جس کی وجہ سے کئی ماہ تک وکلاء اور سائلین کو عدالت میں حاضر ہونے میں دشواری پیش آئی اور مقدمات غیر ضروری طور پر التواء کا شکار ہوتے رہے۔ اس اضافہ کی دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ عوامی اہمیت کا حامل ہونے کی وجہ سے آئینی ترامیم کے مقدمہ میں فل کورٹ تشکیل دی گئی جسے کئی ماہ تک اس مقدمہ کی بحث سننا پڑی اور اس دوران دیگر عام مقدمات کی سماعت پر بہت اثر پڑا۔ اس کے علاوہ انتخابات 2013 تحقیقاتی کمیشن کی تشکیل بھی اس کی وجوہات میں شامل ہے کیونکہ ایک بینچ مسلسل کئی ماہ تک ان تحقیقات میں مصروف رہا اور دیگر عام مقدمات کی سماعت نہ کر سکا۔ اگر یہ تمام عوامل درپیش نہ ہوتے تو یقیناً زیر التواء مقدمات کی تعداد میں خاطر خواہ کمی واقع ہوتی۔

خواتین وحضرات!

ماضی کی طرح اس سال بھی بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے سپریم کورٹ میں قائم کیے گئے ہیومن رائٹس سیل نے عوامی شکایات کے ازالے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس شعبہ میں زیرِ التوا شکایات کی تعداد 12305 تھی۔ گزشتہ سال کے دوران کل 26731 شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 28034 شکایات کو نمٹایا گیا۔ ان میں سے زیادہ تر پولیس، انتظامیہ اور ارباب اقتدار کی مبینہ زیادتیوں، عورتوں کے حقوق، اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک، ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن وغیرہ سے متعلق تھیں۔ اس طرح زیرِ التوا درخواستوں کی تعداد کم ہو کر 11002 رہ گئی۔ بیرون ملک پاکستانیوں کے مسائل کے حل کے لیے علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا تھا جس میں گزشتہ سال 2055 شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 1394 کو نمٹایا گیا اور زیرِ التوا درخواستوں کی تعداد 661 رہ گئی۔ اس طرح عوام کی کثیر تعداد نے ان شعبہ جات سے استفادہ

حاصل کیا۔

یہاں میں آپ کو یہ بھی بتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 209 کے تحت زیرِ التوا درخواستوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خود احتسابی کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے لیے سپریم جوڈیشل کونسل کو مزید متحرک کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ خود احتسابی کا یہ عمل یکطرفہ نہیں ہونا چاہے بلکہ دو طرفہ ہونا چاہیے یعنی بار کونسلز کی طرف سے بھی اپنی ڈسپلنری کمیٹیوں کو متحرک کیا جانا چاہیے اور کسی بھی شکایت کی صورت میں حقیقت پسندانہ طریقے سے قانون کے مطابق تادیبی کاروائی کر کے اُس کا ازالہ کیا جانا چاہیے۔ جب کہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ شاذ و نادر ہی کسی معاملے میں کاروائی ہوتی نظر آتی ہے۔ حالانکہ ایک بڑی تعداد میں ایسی درخواستیں زیرِ التوا ہیں۔

گزشتہ سال کے دوران دو انتہائی قابل احترام چیف جسٹس صاحبان جناب جسٹس ناصر الملک اور جناب جسٹس جواد ایس خواجہ کے علاوہ قابل احترام جج صاحب جناب جسٹس اطہر سعید اپنی مدتِ منصبی کی تکمیل کے بعد عہدہ براء ہو گئے۔ اگرچہ آج وہ سب حضرات بینچ کا حصہ نہیں ہیں مگر ان کے فیصلے ہمیشہ ہمارے لیے مشعل راہ رہیں گے اور نہ صرف ہم بلکہ قانون کے شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد ان سے استفادہ حاصل کرتے رہیں گے۔ اسی اثناء میں جسٹس مقبول باقر بطور جج سپریم کورٹ ہماری ساتھ شامل ہوئے۔ تاہم اس وقت جج صاحبان کی دو عہدے خالی ہیں ہماری کوشش ہوگی کہ ان کو جلد از جلد پُر کیا جائے تا کہ مقدمات کی سماعت متاثر نہ ہو۔

قوانین کی موزونیت دیکھنے اور فراہمی انصاف میں لاء اینڈ جسٹس کمیشن کا اہم کردار ہے۔ جس کہ ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف مروجہ قوانین کا مسلسل جائزہ لے کر انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرے بلکہ قوانین کو عوام کی آگاہی کے لیے آسان فہم بنائے۔ کمیشن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ نظامِ انصاف میں اصلاح اور انصاف کی فوری فراہمی کو ممکن بنانے کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے۔ اس سلسلے میں متعلقہ قواعد میں ترمیم و اصلاح کے لیے سپریم کورٹ کے سابق جج صاحبان جناب جسٹس میاں شاکر اللہ جان اور جناب جسٹس خلجی عارف حسین کی سربراہی میں کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو جلد ہی اپنی سفارشات کمیشن کے سامنے پیش کریں گے۔ بطور چیئرمین لاء اینڈ جسٹس کمیشن میری یہ کوشش ہوگی کہ عدالتی نظام کی اصلاح، بدعنوانی کے خاتمے اور عدلیہ کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لیے اصلاحات کے عمل کو تیز کیا جائے اور بہتر نتائج حاصل کیے جائیں۔

خواتین و حضرات!

آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم فوری اور سستے انصاف کی فراہمی غیر جانبدارانہ فیصلے، آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی کے لیے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے اور اس سلسلے میں عوام کی امیدوں پر پورا اترنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اس دعا کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی ذمہ داریاں ایمانداری، محنت اور لگن کے ساتھ عوام کی فلاح و بہبود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ملک کے تمام اداروں کو استحکام نصیب فرمائے۔ آمین!

آپ سب کا بہت بہت شکریہ!

پاکستان پائندہ باد۔